دینی مدارس کے کتب خانوں کی تنظیم نو

احمد خان

کسی ملک کی ترقی کا انحصار بڑی حد تک اس کے عوام کی تعلیمی حالت پر ہوتا ہے۔ جس رفتار سے شرح خواندگی میں اضافہ ہوتا ہے اسی رفتار سے ملک ترقی کی منازل طے کرتا ہے۔ قیام پاکستان کے بعد سے یہاں کی تعلیمی حالت سدھارنے اور عوام میں علم پھیلانے کی کوششیں بساط بھر جاری رہی ہیں۔ تقسیم ہند سے قبل انگریز حکام نے نظام تعلیم کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرنے کی غرض سے صرف اسکولوں اور کالجوں کے نظام کی طرف ہی توجہ دی تھی۔ ان کی پیروی میں پاکستانی حکام نے بھی صرف انہی اداروں کو اپنی توجہ کا مرکز بنایا۔ ان کے نصاب، ذریعہ تعلیم، اقتصادی امور اور دیگر انتظامی معاملات کو پیش نظر رکھا۔ مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ اس نظام کے شانہ بشانہ چلنے والا ایک دوسرا نظام جسے ”دینی مدارس کا نظام،، کہتے ہیں اس کی طرف کماحقہ توجہ نہیں دی گئی۔ حالانکہ ملکی آبادی کا ایک بڑا حصہ اس نظام سے بہرہ اندوز ہو رہا ہے اور اس سے منسلک حضرات مقدور بھر پاکستان سے ناخواندگی کو مٹانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ابتدائے اسلام سے آج تک دینی مدارس نے معاشرے کی اصلاح، تعلیم اور دینی اقدار کی حفاظت کا کام کیا ہے۔ تجربے نے یہ امر سب پر عیاں کر دیا ہے کہ دینی مدارس کے تعلیم یافتہ حضرات بحیثیت مجموعی سرکاری مدارس اور کالجوں کے طلباء کی نسبت دینی اقدار کے حامل اور معاشرے کے لئے زیادہ ممد و معاون ثابت ہوئے ہیں۔ باوجود اس کے کہ انہیں کوئی اقتصادی امداد حاصل ہوتی ہے اور نہ حکومت کی توجہ، یہ حضرات صدیوں سے اس بے لوث خدمت کو سر انجام دے رہے ہیں۔

جس طرح دینی مدارس آج تک سرکاری حلقوں کے لئے دلچسپی کا باعث نہیں ہوئے اسی طرح ان مدارس کے کتب خانے بھی ان کی توجہ اپنی طرف مبذول نہیں کرا سکے۔ اس کی کئی وجوہ ہیں جن میں سر فہرست یہ وجہ ہے کہ ان مدارس کو درخور اعتناء ہی نہیں سمجھا گیا۔ اس لئے ان سے متعلق ہر شے بے کار اور ناکارہ فرض کر لی گئی۔ دراں حالیکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ کیونکہ دینی مدارس کے کتب خانے آج اس قدر نہ سہی مگر ماضی میں پورے معاشرے کی جان ہوتے تھے۔ ان کتب خانوں سے صرف مدارس کے طلباء ہی نہیں بلکہ دیگر عوام بھی مستفید ہوتے تھے۔ یہ چشمہ فیض ہر کہ و مہ کے لئے کھلا رہتا تھا اور معاشرے میں ہر طبقہ کے لوگ اس سے بقدر ہمت استفادہ کرتے تھے(۱)۔ یہ بات بلا خوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ جب تک برسر اقتدار طبقہ ان مدارس کی طرف متوجہ رہا ان کے کتب خانے علم کی روشنی پھیلاتے رہے اور جب خود غرضان فرنگ نے ہمیں صفر محض بنانا چاہا ہم سے ہمارے دینی مدارس کی محبت چھین لی اور ان کے کتب خانوں سے ہمیں دور کر دیا۔ چنانچہ ہم ان مدارس کے کتب خانوں کو نہ صرف بھلا بیٹھے بلکہ ان سے نفرت کرنے لگے۔ ہوتا یہ ہے کہ ایسے امور میں ہم عموماً غیروں کو کوستے ہیں اور سارا الزام انہی کے سر تھوپ دیتے ہیں مگر اپنے آپ کو نہیں دیکھتے کہ ہم نے خود دینی مدارس کے کتب خانوں کی طرف کتنی توجہ کی ہے۔ ان کی ترقی کے لئے پاکستان بننے کے بعد کیا کوششیں کی گئی ہیں ؟ ظاہر ہے اس امر کا خیال ہی مایوس کن ہے۔

—۲—

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہمیں اب بھی ان کتب خانوں کی طرف

(۱) ڈاکٹر احمد شلبی اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ پبلک کتب خانے عموماً مساجد اور تعلیم گاہوں میں قائم کئے گئے تھے اور بڑی کثیر مقدار میں تھے۔ معاشرے میں مختلف مدارج کے لوگ ان کتابوں سے استفادہ کرتے تھے۔ دیکھئے : تاریخ تعلیم و تربیت۔ لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ ۱۹۶۳ء۔ ص ۱۸ ۔

متوجہ نہیں ہونا چاہئے ؟ نہیں اب ہمیں نہ صرف دینی مدارس کی طرف بلکہ ان کے کتب خانوں کی طرف پوری توجہ دینی چاہئے۔ یہ لوگ معاشرے کے ایک بہت بڑے طبقے کو فیض پہنچانے کا کام کر رہے ہیں ۔ اس حقیقت سے اب آنکھیں بند نہیں کی جاسکتیں۔ اب وقت آگیا ہے کہ ہم ان کے کتب خانوں کی اہمیت کو سمجھیں اور ضرورت کے مطابق ان کی تنظیم نو کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ کتب خانے صرف تھوڑی سی توجہ اور محنت سے عمدہ بنائے جا سکتے ہیں ۔ یہ تو سبھی کو معلوم ہے کہ ملک کے کونے کونے میں شہروں کے علاوہ دور دراز دیہات میں بھی دینی مدارس قائم ہیں جن کے ساتھ طلبہ کی ضرورت پوری کرنے کے لئے کتب خانے بھی کام کر رہے ہیں ۔ ایسی جگہوں پر بھی یہ کتب خانے موجود ہیں جہاں حکومت کتب خانوں کے قیام کا تصور بھی نہیں کر سکتی ۔

آگے بڑھنے سے پیشتر ایک بات جو توجہ کی طالب ہے یہ ہے کہ کیا ہر کام حکومت ہی کرے تو ہو سکتا ہے ؟ کیا عوام ان کاموں کو نہیں کر سکتے ؟ حقیقت یہ ہے کہ ہر معاملے میں حکومت پر تکیہ کرکے ہم نے خود کو ناکارہ بنا لیا ہے ۔ حکومت نے حال ہی میں پچاس ہزار کتب خانوں کے قیام کا اعلان کیا ہے کیا ضروری ہے کہ سارے کے سارے کتب خانے نئے ہی قائم ہوں ۔ کیا اس مقصد کا حصول کسی اور طریقے سے نہیں ہوسکتا۔ میری نظر میں اصل مقصود تو یہ ہے کہ ملک میں کتب خانوں کے ذریعے ناخواندگی کو ختم کیا جائے اور عوام کی معلومات بڑھائی جائیں ۔ یہ مقصد سر دست دینی مدارس کے کتب خانوں کے بچھے ہوئے جال کی تنظیم نو کر کے اور ان کی کارکردگی کو بہتر بنا کر بھی حاصل کیا جاسکتا ہے ۔

مارچ سنہ ۱۹۷۱ء کے ایک جائزے کے مطابق ملک میں ۸۹۳ دینی درس گاہیں قائم ہیں جن کی تفصیل یہ ہے : صوبہ پنجاب ۵۸۰ ۔ سرحد ۱۴۹ ۔ سندھ ۱۲۰

اور بلوچستان ۴۴۔ یہ جائزہ اب سے سوا دو سال قبل کا ہے اس وقت یقیناً اس تعداد میں اضافہ ہو چکا ہوگا۔ ان مدارس کا بقول حافظ نذر احمد ایک اہم اور نمایاں پہلو یہ ہے کہ چھوٹا مدرسہ ہو یا بڑا ہر ایک میں کتب خانہ موجود ہے۔ ہر درسگاہ میں اگر زیادہ نہیں تو کم از کم درسی کتب تو لازمی طور پر ہوتی ہیں (۲)۔ ممکن ہے سبھی میں تو بڑے بڑے اور اچھے کتب خانے نہ ہوں البتہ ایک خاص تعداد میں کافی بڑے بڑے کتب خانے بھی موجود ہیں جن میں حالات حاضرہ کے مطابق کتابوں کے علاوہ مجلات و جرائد بھی آتے ہیں۔ ان کتب خانوں کے اعداد و شمار یہ ہیں:

۱۔ ذخیرہ کتب: ا۔ مطبوعہ: ۵۰۶۵۸۱

ب۔ قلمی: ۶۵۴

۲۔ مجلات و رسائل جو ان کتب خانوں میں ہیں: ۱۰۴۵

۳۔ استفادہ کرنے والے طلباء و اساتذہ: ۴۰۵۷۰

ان میں سے تقریباً ہر کتب خانے کی عمارت اپنی ہے۔ جس میں قارئین کے لئے بقدر ضرورت فرنیچر اور دیگر سہولتیں میسر ہیں۔ عملہ سبھی کتب خانوں میں تو نہیں البتہ چند ایک میں تربیت یافتہ ہے۔

—۳—

اس تنظیم و تنسیق کی عملی صورت کیا ہو۔ ان کتب خانوں کے لئے عوام کیا کریں اور حکومت کیا رول ادا کرے تاکہ انہیں معاشرے کے لئے پوری طرح مفید بنایا جا سکے۔ یہ امر کچھ تفصیل طلب ہے۔

کسی کتب خانے کے قیام اور اس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے مندرجہ ذیل امور کی طرف خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔

---

(۲) حافظ نذر احمد: جائزہ مدارس عربیہ مغربی پاکستان۔ لاہور، مسلم اکادمی، ۱۹۷۲ء۔ ص ۶۷۰۔

۱ ۔ عمارت ضرورت کے مطابق ہو۔

ب ۔ اس کتب خانے میں مناسب مواد مہیا کیا گیا ہو۔

ج ۔ عملہ تربیت یافتہ ہو۔

۱ ۔ دینی مدارس اور ان کے کتب خانے عموماً مساجد سے ملحق ہوتے ہیں اور جہاں الگ ہیں وہاں ضرورت کے مطابق عمارت میسر ہے ۔ عوام دن میں جب چاہیں وہاں آسکتے ہیں ۔ چنانچہ کتب خانہ کی عمارت اس حلقے اور ماحول میں تقریباً مرکزی حیثیت رکھتی ہے ۔ عوام ایسے فلاحی کاموں کے لئے عمارات بنانے کو دینی خدمت تصور کرتے ہیں جہاں دینی تعلیم کا انتظام کیا گیا ہو۔ بدیں وجہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایسے کتب خانوں کے لئے عمارت کا مسئلہ تقریباً حل شدہ ہے ۔

ب ۔ اب معاملہ رہ جاتا ہے مواد کا جو ان کتب خانوں میں موجود ہو۔ اس وقت ان دینی مدارس کے کتب خانوں میں جس قسم کا مواد موجود ہے اس میں شک نہیں کہ وہ ایک پبلک لائبریری کی تمام ضرورتیں پوری نہیں کرتا ۔ ان میں زیادہ تر درس نظامی کی کتب کا ذخیرہ ہے ۔ مناسب ہوگا کہ ان کتب خانوں میں موجود کتب کا ایک سرسری جائزہ لیاجائے تاکہ یہ معلوم ہوسکے کہ کس قسم کا مواد ان کتب خانوں میں موجود ہے ۔ اس کے بعد ہی ہم یہ اندازہ کر سکیں گے کہ کون سا مواد بڑھانے کی ضرورت ہے ۔ اس نظام تعلیم میں مندرجہ ذیل مضامین کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں :

ا ۔ صرف و نحو : ۱۳ کتابیں ۔

ب ۔ معانی و بیان : ۳ کتابیں ۔

ج ۔ عروض : ۱ کتاب ۔

د ۔ منطق : ۱۲ کتابیں ۔

ہ ۔ فلسفہ : ۳ کتابیں

و ۔ ادب عربی : ۷ کتابیں ۔

ز ۔ علم کلام : ۴ کتابیں ۔

ح ۔ تاریخ : ۲ کتابیں ۔

ط ۔ طب : ۴ کتابیں ۔

ی ۔ ہیئت و ہندسہ : ۳ کتابیں ۔

ک ۔ مناظرہ : ۱ کتاب ۔

ل ۔ فقہ و اصول فقہ : ۱۲ کتابیں ۔

م ۔ فرائض : ۱ کتاب ۔

ن ۔ حدیث و اصول حدیث : ۱۱ کتابیں ۔

ق ۔ تفسیر و اصول تفسیر : ۴ کتابیں ۔

اگر آپ ان کتب کا بغور جائزہ لیں تو آپ پر یہ امر پوری طرح واضح ہو جائے گا کہ اس نظام تعلیم نے طلباء کی عقلی ذہنی اور علمی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لئے ایک مکمل سیٹ تیار کیا ہے جس میں اگرچہ سائنسی علوم کی تدریس شامل نہیں ہے تاہم اگر صحیح انداز سے پورے وقت میں اس کو پڑھایا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کا حامل طالب علم معاشرے کا ایک کارآمد اور مفید رکن نہ بن سکے ان کتابوں سے آپ جان گئے ہوں گے کہ ان کتب خانوں میں مواد کس قسم کا ہے ۔ یہ خیال رہے کہ ان دینی مدارس میں ایک اور قسم کا مواد بھی موجود ہے اس لئے کہ بعض دینی مدارس علوم جدیدہ کی تدریس کی طرف بھی خاصا رجحان رکھتے ہیں ۔ بلکہ اب یہ میلان بڑھ رہا ہے جس کے نتیجے میں کئی دینی مدارس سے ملحق عام مروجہ سرکاری مدارس بھی ہیں ۔ ایسے مدارس کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے ۔ اس قسم کے مدارس کے کتب خانوں میں ظاہر ہے جدید تقاضوں کے مطابق مواد رکھا گیا ہے ۔ اس قسم کے دینی مدارس میں تو نہیں البتہ باقی عربی

مدارس کے کتب خانوں میں ایک دقت ضرور ہے کہ ان میں مواد کا بیشتر حصہ عربی و فارسی زبان میں ہے جن سے عوام پوری طرح آگاہ نہیں ہیں۔ یہ بھی ذہن میں رہے کہ تمام خالص دینی مدارس میں درس نظامی کا رواج نہیں ہے۔ بہت سے مدارس نے اس کے علاوہ بھی کتابیں داخل نصاب کر رکھی ہیں جو تقریباً ان پر اضافہ ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کے باوجود یہ کتب خانے عوامی ضروریات کو پورا نہیں کرتے۔ اس کمی کو یوں پورا کیا جاسکتا ہے کہ ان کتب خانوں میں اس قسم کا مواد بڑھا دیا جائے:

۱۔ ان مضامین سے متعلق جن کا ذکر اوپر درس نظامی کے سلسلے میں کیا گیا ہے اردو اور کچھ انگریزی زبان میں بنیادی کتابیں لائی جائیں۔

۲۔ اردو ادب کی کلاسیکی کتب اس زبان کا شعری و نثری سرمایہ اور کسی حد تک تنقیدی کتب بھی۔

۳۔ تاریخ عالم، تاریخ اسلام اور تاریخ پاکستان سے متعلق مواد رکھا جا سکتا ہے۔

۴۔ چونکہ طلباء کے علاوہ عام لوگوں کی دلچسپی کا لحاظ بھی ضروری ہے اس لئے علاقائی ادب و ثقافت سے متعلق کتب بھی ہونی چاہئیں۔

قدیم و جدید کا یہ امتزاج نہ صرف ان کتب خانوں کو بہتر بنا دے گا بلکہ معاشرے کی علمی ضروریات کو بھی کما حقہ پورا کرے گا۔

مواد کے ضمن میں یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ مجلات و جرائد کا مسئلہ بھی آسانی سے حل ہوسکتا ہے کیونکہ تقریباً ۲۰ مجلات یہ مدارس خود شائع کرتے ہیں۔ ان کے باھمی تبادلے سے ان کی ضروریات کو پورا کیا جا سکتا ہے۔

ج۔ ایسے مواد سے صحیح نتائج حاصل کرنے کے لئے تربیت یافتہ عملے کی ضرورت ہے۔ ان کتب خانوں میں مہتمم عموماً ایک پڑھا لکھا عالم رکھا جاتا ہے جو قارئین کی تمام قسم کی دقتیں دور کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ یہ لوگ خلوص نیت اور ایک جذبے سے سرشار ہوتے ہیں اور طلباء کی رہنمائی کو دینی خدمت سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ایک مہتمم کتب خانہ کو بیک وقت ریفرنس لائبریرین، ببلوگرافر، ماہر مضمون اور پتہ نہیں کس کس کے فرائض سرانجام دینا پڑتے ہیں۔

جب نئے مواد کا اضافہ کیا جائے تو اس عملے کی تربیت بھی آسانی سے ہوسکتی ہے۔ وہ اس طرح کہ ہر ضلع کے مرکزی مقام پر ان کتب خانوں کے عملہ کے لئے تجدیدی کورس (Refresher Course) کا انتظام کیا جائے ایسے کتب خانوں کے لئے بہت زیادہ ماہرین کی ضرورت نہیں ہے صرف کتب خانہ کا انتظام (Administration)، ریفرنس سروس، درجہ بندی و کارڈ سازی اور فہرست سازی کی ابتدائی تعلیم ان کے لئے کافی ہوگی۔ ایسی تربیت ایک دو ماہ میں کسی مرکزی مقام کی مسجد میں بہت آسانی کے ساتھ دی جاسکتی ہے۔ مدارس کے لوگ اس تربیت کو اپنے خرچ پر حاصل کرنے کو تیار ہیں۔ تقریباً ہر ضلع میں تربیت یافتہ لائبریرین موجود ہیں انہی کے ذمے یہ کام لگایا جاسکتا ہے۔ اس طرح بیک وقت پورے ملک میں ان کی تربیت ہو جائے گی۔

—۴—

اس وقت صورت یہ ہے کہ اس پورے طبقے کو معاشرے سے کاٹ کر الگ کر دیا گیا ہے۔ ایسے ملانے کے لئے حکومت علماء میں سے موزوں اشخاص کو اپنے اعتماد میں لے کر ان کی کمیٹی بنائے اور ان دینی مدارس کے کتب خانوں کی تنظیم انہی کے سپرد کرے۔ علماء اس ضمن میں حکومت سے پوری

طرح تعاون کریں گے۔ وہ تو دینی نظام تعلیم میں اصلاح کے لئے بھی تیار ہیں بشرطیکہ انہیں یہ اطمینان دلایا جائے کہ ان کے کام میں خلل نہیں ہوگا(۳)۔ ہمارا اندازہ ہے کہ ان کتب خانوں کو عوامی کتب خانے بنانے کے لئے کوئی زیادہ جتن نہیں کرنے پڑیں گے۔ تھوڑی سی محنت اور معمولی اخراجات سے معاشرے میں تقریباً ایک ہزار عوامی کتب خانے قائم ہو جائیں گے۔ صرف مواد میں تھوڑا سا اضافہ کرنا پڑے گا جس کے لئے حکومت کی توجہ ضروری ہے۔ کیونکہ دینی مدارس کے ذرائع اس قدر وسیع نہیں ہیں۔

اس تنظیم نو سے معاشرے میں نہ صرف شرح خواندگی بڑھ جائیگی اور عوام میں حصول علم کا شوق پیدا ہو جائے گا اور اس طرح یہ ملکی ترقی میں اضافے کا باعث ہوگا بلکہ اس اصلاح و تنظیم سے دینی مدارس میں وسعت نظر پیدا ہوگی ان میں علمی ذوق کو فروغ ہوگا، اور تنگ نظری کا خاتمہ ہوجائے گا۔ یہ الگ تھلگ طبقہ اپنے آپ کو معاشرے کا ایک اہم حصہ تصور کرے گا۔ اور اس طرح یہ حضرات ملک و ملت کے لئے نہ صرف کارآمد ثابت ہوں گے بلکہ ان کی کوششوں سے پورے معاشرے میں خلوص نیت، دینی اقدار صالح عمل اور باہمی تعاون کا دور دورہ ہوگا۔ اس طرح حضرت قائدآعظم کے ارشاد: اتحاد تنظیم اور ایمان کی روح پوری قوم میں پھونکی جائے گی۔

❖ ❖ ❖

---

(۳) الحق (ماھنامہ۔ اکوڑہ خٹک) اگست ۱۹۶۹ء۔ ص ۲ - ۸۔